بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

اسلامی جماعت کو آپ اچھا کہیں یا بُرا لیکن اپنی جگہ پر یہ ایک حقیقت ہے کہ اس جماعت کا نفوذ و اثر بڑی سرعت کے ساتھ پھیلتا جارہا ہے۔ مسلمانوں کے بعض ممتاز اداروں اور علمائے اعلام کی سینکڑوں مخالفانہ تحریروں اور فتووں کے باوجود پاکستان میں تو یہ عالم ہے کہ حکومت کے چھوٹے سے بڑے محکموں تک میں، دفتروں میں۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں۔ کارخانوں اور تجارت گھروں میں اس جماعت کے باقاعدہ ممبر یا رکن یا کم از کم اس کے ہمدرد موجود ہیں اور بڑی خاموشی کے ساتھ اپنا کام کر رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی نوجوانوں اور خاص کر انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں پر اس جماعت کا بڑا اثر ہے۔ ان لوگوں کے انگریزی اور اُردو کے اخبارات و رسائل ہیں۔ لٹریچر کی اشاعت ہو رہی ہے۔ ہفتہ وار یا ماہانہ ان کے جلسے ہوتے ہیں اور اُس میں ارکان و ہمدردانِ جماعت بڑی دلچسپی اور ذوق و شوق سے شریک ہوتے ہیں مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں ابھی دو سال پہلے تک اس جماعت کے ارکان بڑی اقلیت میں تھے اور اپنی اسلامی وضع قطع۔ ڈاڑھیوں اور مسجد میں نماز باجماعت کی پابندی کی وجہ سے سب سے ممتاز اور الگ تھے۔ لیکن ابھی پچھلے دنوں یونیورسٹی کے طلبا رکی یونین کے جو انتخابات ہوئے ہیں اُن میں یونین کے صدر اور سکریٹری کے لئے اُن امیدواروں کا انتخاب ہوا جو اسلامی جماعت کے ارکان ہیں ان لوگوں کا ایک دو ماہہ انگریزی رسالہ بھی ہے جو "اسلامک تھاٹ" کے نام سے نکلتا ہے اور جس کی اشاعت روز بروز بڑھ رہی ہے اور ہند و پاک کے علاوہ مشرق وسطیٰ تک اُس کے خریدار موجود ہیں۔ یہ جماعت کس چیز کی داعی ہے؟ اُسی اسلام کی جس کا داعی قرآن ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو لے کر مبعوث ہوئے۔ ان کا قبلہ وہی قرآن کا قبلہ ہے۔ یہ بھی نماز روزہ۔ زکوٰۃ و حج اور اسلامی اخلاق و اعمال کے اُسی طرح قائل ہیں جس طرح اور دوسرے مسلمان ہیں۔ بلکہ اسلامی احکام کی بجا آوری کے معاملہ میں جو تشدد اور سختی ان کے

ہاں ہے دوسروں کے ہاں نہیں ہے ۔ تو اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ سینکڑوں مخالفتوں کے باوجود اس جماعت کا حلقۂ اثر روز بروز وسیع تر ہوتا جا رہا ہے اور عام مسلمانوں کا عموماً اور تعلیم یافتہ فرزندانِ توحید کا خصوصاً رجحان و میلان اس جماعت کی طرف بڑھ رہا اور ترقی کر رہا ہے

اصل سوال یہ ہے کہ اسلام ہے کیا؟ کیا عیسائیت، یہودیت اور بودھ مت کی طرح وہ ایک ایسا مذہب ہے جو صرف چند رسوم اور عبادت کے چند مخصوص طور طریقوں کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس کے علاوہ زندگی کے دوسرے مسائل و معاملات سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اور اس بناء پر وہ ہر نئے فکر کے ساتھ مصالحت کر سکتا ہے ہر جدید نظریۂ اجتماع کو تمدن کو اپنا سکتا ہے۔ گویا خود اُس میں اس بات کی صلاحیت نہیں ہے کہ وہ دنیا کے اجتماعی اور تمدنی مسائل میں قیادت کا فرض انجام دے اور نظریات و افکار کی بین الاقوامی مجلس میں بیٹھ کر اپنا کوئی مستقل اور ٹھوس نظریۂ حیات پیش کرے۔ یا اس کے برخلاف اسلام درحقیقت ایک جامع اور ہمہ گیر نظامِ اجتماع و تمدن کا حامل ہے۔ وہ کسی وقت بھی منجمد و ساکن نہیں ہوتا وہ ہمیشہ متحرک رہتا ہے اور ہر عہد اور ہر دور کے باطل نظامہائے حیات اور غلط افکارِ زندگی کے خلاف مسلسل دعوتِ انقلاب و احتجاج دیتا رہتا ہے قرآن میں فرمایا گیا (۱) کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (۲) لتکونوا شہداء علی الناس (۳) کونوا قوامین بالقسط، یہ اور اسی طرح کی دوسری آیتیں اس بات پر صاف دلالت کرتی ہیں کہ مسلمان صرف اپنے لئے زندگی بسر نہیں کرتا۔ بلکہ ساری دنیا اور سارے جہان کی خدمت کرنے اور انھیں امن و سلامتی کی راہ دکھانے کے لئے زندہ رہتا ہے۔ دنیا میں جہاں کہیں فتنہ و فساد ہوگا۔ باطل کا غلبہ ہوگا، شر کو فروغ ہوگا۔ جہاں انسانی معاشرہ تباہ و برباد ہوتا ہوگا۔ انسانیت پر ظلم و ستم ہوگا۔ اور انسانی عظمت مجروح ہوتی ہوگی۔ اسلام اس کے خلاف احتجاج کرے گا۔ اور اس صورتِ حال کو بدلنے کی کوشش کرے گا۔ جب کہ دنیا میں آگ لگ رہی ہو اور انسانیت کی متاع گرانمایہ اس میں جلی جا رہی ہو اسلام ایک خاموش تماشائی کی طرح اُس کا نظارہ نہیں کر سکتا بلکہ وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ اس آگ کو بجھانے کی کوشش کرے گا اور اس کارِ خیر کو سرانجام دینے کے

لئے صلاح و نکوکاری کی جتنی طاقتیں ہیں اُن کو اپنے ساتھ لے کر میدانِ عمل میں آجائے گا۔

اگر اسلام نام درحقیقت اُسی دوسری صورت کا ہے اور وہ ہر زمانہ اور ہر دور کی ایک متحرک انقلابی طاقت ہے تو اب سوچنا چاہیئے کہ اسلام اتنی بڑی اور ایسی طاقت کب بن سکتا ہے؟ اس کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک یہ کہ اسلام موجودہ عہد کے تمام اجتماعی اور تمدنی۔ اقتصادی اور سیاسی مسائل جن کا براہِ راست تعلق انسانی معاشرہ کے صلاح و فساد سے ہے اُن کا بہترین اور کامیاب حل پیش کرے۔ اور یہ حل اُسی وقت پیش کیا جاسکتا ہے جب کہ غیر اسلامی افکار و نظریات کی خالص علمی اور تحقیقی بنیادوں پر تحلیل و تنقید کی جائے اور اُن کے ہر ہر پہلو پر بحث کر کے انسانی سماج کے لئے اُن کے مہلک ہونے کو ثابت کیا جائے۔ اس کے علاوہ دوسری چیز جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے وہ یہ ہے کہ اس اسلامی فکر کی حامل ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو فکر و عمل۔ اخلاق اور کردار کے اعتبار سے بحیثیت مسلمان ہونے کے اپنے اندر انفرادیت رکھتی ہو۔ اپنے مخصوص نظامِ فکر و عمل کے ساتھ وابستگی میں سخت کٹر اور متعصب ہو یعنی کسی ایسے فکر یا عمل کے ساتھ مصالحت کرنے کے لئے ہرگز آمادہ نہ ہو جو خود اس کے نظامِ حیات (اسلام) کے ساتھ ٹکراتا ہو۔ جب تک کسی جماعت میں یہ کٹرپن اور تعصب پیدا نہیں ہوتا اُس میں کسی تحریک کو لے کر چلنے کی صلاحیت ہرگز پیدا نہیں ہوتی۔

پس اسلامی جماعت کی مقبولیت اور اُس کی روز افزوں ترقی کا اصل راز یہی ہے کہ اس جماعت کے زعمائے اسلام پر اسی نقطۂ نظر سے غور کیا ہے اور اُن کی تمام جدّوجہد اسی ایک نقطہ پر مرکوز ہے۔ اس کوشش میں ان حضرات نے اسلامی تعلیمات کی جو تشریحات و توضیحات کی ہیں آپ کو کلاً یا جزاً اُن سے اختلاف ہوسکتا ہے لیکن اصل نقطۂ نظر اور اصل مقصد بالکل درست اور قرآن کی دعوت کے عین مطابق ہے آپ کو اگر ان تشریحات سے اختلاف ہے تو اس کے مقابلہ میں اپنی تشریحات اور آج کل کے اجتماعی اور تمدنی مسائل کا حل پیش کیجیے اور بتایئے کہ اس حل کو دنیا سے منوانے کی صورت کیا ہے؟ لیکن خدا کے لئے میدان میں تو آیئے ذرا دیکھیے تو دنیا کدھر جارہی ہے؟ اُس کا رخ کیا ہے؟ کیسی تند و تیز ہوائیں چل رہی ہیں اور اسلام کی شمع حقانیت و ربانی ان آندھیوں میں کس طرح پھنس کر رہ گئی ہے اور اس کو ان ہواؤں کی زد سے بچانے کے لئے آپ کا کیا فرض ہے؟ جب کبھی دنیا میں ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں تو اسلافِ کرام نے کیا کیا ہے۔ اور ہم آج کے حالات میں کیا کر رہے ہیں؟ ان سب کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔